(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

A Specialized Study of the Fundamental Discourses of Style

اُسلوب کے بنیادی مباحث کا تخصیصی مطالعہ

ڈاکٹر محمد شہباز
ڈاکٹر پروین اختر کلو
محسن اسلام
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، سول لائنز، لاہور
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبۂ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

Abstract
There is no other opinion that the most effective tool for expressing feelings and ideas can be none other than "style". "Style" is a tool by which the specific characteristics of any author's writing can be identified. As if "style" refers to the individual expression and writing style of any writer, which becomes his unique identity. In other words, "style" is a reflection of the writer's personality, under the veil of which every corner of the writer's thoughts and imagination is revealed in the form of his writing. In short, "style" is essentially a spirit in literature. Keeping this in mind, scribe has tried to present the need and importance of style, the constituent elements of style, the characteristics of style and the basic discourses of style in a critical and research oriented manner in the article under review.

اُردو ملخص:

اِس امر میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ جذبات وخیالات کے اِظہار کے لیے سب سے مؤثر آلہ "اُسلوب" کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ "اُسلوب" ایک ایسا وسیلہ ہے، جس کے طفیل کسی بھی تخلیق کار کی تحریر کے اختصاصی امتیازات کو بہ خوبی شناخت کیا جا سکتا ہے۔ گویا "اُسلوب" کسی بھی قلم کار کے انفرادی طرزِ بیان اور اندازِ تحریر کو کہتے ہیں، جو اُس کی مُنفرد پہچان بن جائے۔ بہ الفاظِ دیگر "اُسلوب" مصنف کی شخصیت کا عکس ہوتا ہے، جس کے پردے میں مصنف کے فکر و تخیل کی ہر ہر ادا اُس کی تحریر کی صورت میں منکشف ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ "اُسلوب" فی الاصل ادب میں رُوح کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اِسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے راقم نے زیرِ نظر مضمون میں اُسلوب کی ضرورت و اہمیت، اُسلوب کے تشکیلی عناصر، اُسلوب کی خصوصیات اور اُسلوب کے بنیادی مباحث کو تنقیدی و تحقیقی رنگ میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

Key Words: Style, Fine Arts, Kinetic action, Language and expression, style of expression, Writing style, Compilation, A mirror of personality

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

کلیدی الفاظ: اُسلوب، فنونِ لطیفہ، حرکی عمل، زبان وبیان، اندازِ بیان، طرزِ تحریر، انشاپردازی، شخصیت کا آئینہ

اُسلوب لسانیات کی ایک ایسی شاخ ہے، جس کے ذریعے ادبی اِظہار کی ماہیت اور تحریر کے تخصیصی اِمتیازات کا علم ہوتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر اُسلوب کسی اہلِ قلم کے اُس انفرادی طرزِ بیان یا اندازِ فکر کو کہتے ہیں، جو اُس کی پہچان بن جائے۔(۱) ادب اور اُسلوب ایک دوسرے کے لیے اِس قدر ناگزیر ہیں کہ ادب کے بغیر اُسلوب اور اُسلوب کے بغیر ادب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔(۲) اُسلوب کا لفظ محض طرزِ تحریر کے معنوں میں ہی استعمال نہیں ہوتا، بل کہ فنونِ لطیفہ کے دیگر قواعد وضوابط کے لیے بھی یہ لفظ مروّج رہا ہے۔ اِس امر میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ اُسلوب یا اسٹائل ایک جیتا جاگتا اور حرکی عمل ہے۔(۳) امرِ واقعہ یہ ہے کہ اُسلوب تخلیق کا وہ قرینہ ہے، جس سے فن کار اپنے موضوع کی گہرائی میں اُتر کر اُس کا جائزہ لیتا ہے۔ اُسلوب کو اِظہار کا ایک معجزہ اور بات کہنے کا ایک ایسا ڈھنگ بھی قرار دیا جاسکتا ہے، جس میں فنی خصوصیات اور قوتِ اِظہار پر تخلیق کار کی توجہ خصوصی طور پر مرتکز رہتی ہے، کسی بھی ادبی تخلیق کی وہ خصوصیت جس کا تعلق موضوع کی مناسبت اور ابلاغ واظہار سے ہو، دراصل وہی اُسلوب ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی توضیح کے لیے مختلف نوعیت کے پیرائے اختیار کیے ہیں۔ کہیں تمثیل ہے تو کہیں تشبیہ، کہیں حکایات ہیں تو کہیں تفصیل وتشریح، کہیں تکرار وتاکید ہے تو کہیں ایجاز واختصار۔ اظہار کے اِن مختلف النوع اسالیب سے خالقِ ارض وسما کی مراد اور مقصد یہی ہے کہ بندوں تک اُس کا اصل پیغام واضح طور پر پہنچ جائے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات کے لیے مختلف المثال اسالیب اِختیار کیے ہیں۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ (سمجھانے کے لیے) کوئی بھی مثال بیان فرمائے (خواہ) مچھر کی ہو یا (ایسی چیز کی جو حقارت میں) اِس سے بھی بڑھ کر ہو۔''(۴)

بہ قول شخصے باطن کی خارجی تصویر کا نام اُسلوب ہے۔ اُسلوب درحقیقت تحریر کی باطنی وظاہری اقدار کا ایک ایسا مرکب ہے، جس کا ذہنی تعلق ایک طرف تو تخلیق کار کی شخصیت اور اُس کے فن کارانہ شعور سے ہوتا ہے تو دوسری جانب فن کی اِجتماعی قدروں اور روایات سے ہوتا ہے۔(۵) گویا اُسلوب سے مراد کسی فن پارے کے نمایاں اوصاف ہیں۔(۶) اُسلوب اور شخصیت کے تعلق کی وضاحت کے لیے حضرت علیؓ (۶۰۱ء۔۶۶۱ء) کا قولِ مبارک اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ کلام کرو تاکہ پہچانے جاؤ۔ حضرت علیؓ کے اِس قول کو اگر ہم مختلف لکھنے والوں کی شخصیت کے تناظر میں دیکھیں تو یہ بات بہ خوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ ہر تحریر شخصیت کے پیراہن میں ملبوس ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اُسلوب ایک ایسا طریقہ اِظہار ہے، جس کو اِنسان اور اِنسانی شخصیت کا ترجمان کہنا چاہیے۔ بہ قول عبدالقادر بیدل (۱۶۴۲ء۔۱۷۲۰ء):

ع گرہ کشائے سخنور، سخن بود بیدل

اُسلوب نہ صرف دمِ عیسیٰ کے معجزے کی طرح لفظوں کے مردہ جسم میں رُوح پھونکنے کا نام ہے، بل کہ یہ موضوع کے اِظہار کا بھی ایک مثالی طریق ہے۔ اِسی لیے اُسلوب کو ''Proper words in proper places''، یعنی مناسب ترین لفظوں کا مناسب ترین اِستعمال بھی کہا جاتا ہے۔ اُسلوب چوں کہ خیالات وافکار کی مؤثر پیش کش کا نام ہے، اِس لیے لفظوں میں تاثیر کا ہنر اُسلوب کے ذریعے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

کہ روز مرہ کی عمومی گفتگو اور تخلیقی اُسلوب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گفتگو ادبی اسٹائل کی نمائندہ نہیں ہوتی، جب کہ اُسلوب اپنی شکل و صورت اور وضع قطع میں ایک اسٹائل کا حامل ہوتا ہے۔اِس بات کو رولاں بارت(Roland Barthes)(۱۹۱۵ ء۔۱۹۸۰ء) نے یوں بیان کیا ہے:

''گفتگو اور اسٹائل میں بڑا فرق ہے۔ گفتگو کا انداز اُفقی ہے۔اِس کے اسرار الفاظ کی سطح پر رہتے ہیں۔ گفتگو میں ہر شے اُگل دی جاتی ہے، تاکہ مطالب فوری طور پر مخاطب پر عیاں ہو جائیں۔دوسری طرف اسٹائل کا انداز عمودی ہے۔وہ مصنف کے اعماق میں زقند لگاتا ہے اور ایک ایسی حقیقت کی باز آفرینی سے عبارت نظر آتا ہے، جو ''زبان'' کے لیے قطعاً اجنبی ہے۔اسٹائل اِک استعارہ ہے، جو مصنف کے باطن کو بے نقاب کرتا ہے۔''(۷)

جس طرح اِنسان اپنی گفتگو میں اپنی داخلی و خارجی کیفیات و واردات کا اِظہار کرتا ہے، بعینہٖ قلمی اُسلوب لکھنے کی وہ صفت ہے، جس میں تخلیق کار اپنے ظاہری و باطنی عوامل کو جب کسی مؤثر پیرائے میں بیان کرتا ہے تو پیش کش کا یہ انداز مشق و ریاضت کے مراحل طے کرتا ہوا اُسلوب کی صورت میں ڈھل جاتا ہے۔ گویا اُسلوب کسی تحریر کی وہ خارجی ہیئت یا تصوّر ہے، جو خیال یا موضوع کو اِظہار کی زبان عطا کرتا ہے۔اِس امر میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ خیال ہی اُسلوب کی بنیاد ہے۔(۸) اِسی لیے ایک اچھے لکھنے والے کے لیے محض یہی ضروری نہیں کہ وہ اِس بات سے آگاہ ہو کہ کیا لکھنا چاہیے، بل کہ اُسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اُسے کیا نہیں لکھنا چاہیے۔ مختصر یہ کہ کوئی بھی ادیب جب اپنے مطالعے اور مشاہدے کو منضبط حالت میں لا کر اپنے منتشر تاثرات کو ایک لڑی میں قرینے سے پرو لیتا ہے تو یہ سب چیزیں لسانی صورت میں ڈھل کر اُسلوب کو جنم دیتی ہیں۔(۹) اُسلوب کے موضوع پر مزید بحث سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم سے آگہی حاصل کی جائے۔

اُسلوب کا لفظ اُردو میں انگریزی زبان کے لفظ ''Style'' کے مترادف کے طور پر مستعمل رہا ہے۔اِس کے لیے عربی میں ''اُسلوب''، فارسی میں ''سبک'' اور ہندی میں ''شیلی''(۱۰) کے الفاظ اِستعمال کیے جاتے ہیں۔ ''Style'' کا مادہ یونانی زبان کا لفظ ''Stylos'' ہے۔ ''اِنسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا'' میں اِس لفظ کا تعلق لاطینی زبان کے لفظ ''Stylus'' سے جوڑا گیا ہے، لیکن ''اِنسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا'' میں ساتھ ہی اِس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ یہ ثابت کرنا دُشوار ہے کہ لفظ ''Stylus'' کا ہمیشہ وہی مطلب لیا جاتا رہا ہے، جو ''Style'' میں مضمر ہے، تاہم اِس کے بارے میں یہ وضاحت ضرور ملتی ہے کہ زمانۂ قدیم میں ''Stylus'' کسی اوزار کا نام تھا، جس سے مٹی یا پتھر کی الواح پر اہم واقعہ، شعر یا کہانی لکھی جاتی تھی۔ یہ سٹیلوس (Stylus) دراصل لوہے کا نوک دار قلم ہی تھا۔(۱۱) مٹی یا پتھر کی الواح پر لکھنے کا یہ طریق، جو اپنی ابتدائی صورت میں ایک میکانیکی عمل تھا، جو بعد میں رفتہ رفتہ ذہنی یا تصوراتی فعل کی صورت اِختیار کر گیا۔(۱۲) فی زمانہ مقصد اور ذرائع کی ہم آہنگی اور اس کے کامل اِتحاد کو اُسلوب کا نام دیا جاتا ہے۔(۱۳)

مغربی تنقید میں اُسلوب کا لفظ صدیوں سے مروّج ہے، مگر اُردو زبان میں اِس کا تصور زیادہ پُرانا نہیں، تاہم ماضی میں اُسلوب کے مترادفات کے طور پر زبان و بیان، اندازِ بیان، طرزِ تحریر، لہجہ اور رنگِ سخن ایسی اصطلاحات اُردو میں استعمال کی جاتی رہی ہیں(۱۴)، لیکن اب اُردو میں اُسلوب کا جدید تصور ہی شمار کرنا چاہیے۔ اُردو میں ''اُسلوب''(ا+س+ل+و+ب) کا لفظ عربی زبان کے لفظ ''سلب'' مذکر واحد سے مشتق ہے، جس کی جمع اسالیب (اجمع س جمع اجمع ل جمع ی جمع ب) مذکر بنائی جاتی ہے۔ اُردو میں بعض لوگ ''اُسلوب'' کے بجائے ''اَسلوب'' یعنی پیش کے بجائے زبر کی آواز

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

کے ساتھ اِس کا تلفظ کرتے ہیں، لیکن لغات میں پیش ہی کی آواز کو تسلیم کیا گیا ہے۔(۱۵) آیئے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ انگریزی، فارسی اور اُردو لغات میں لفظ ''اُسلوب'' کے معنی و مفاہیم کس کس انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ انگریزی لغات میں اُسلوب کے معانی و مفہوم کے ضمن میں لکھا ہے:

"Style means the writer's characteristic manner of expression."(۱۶)

"A writer's characteristic way of saying things. Style includes arrangement of ideas, words choice, imagery, sentence structure and variety, rhythm, repetition, coherence, emphasis, unity and tone."(۱۷)

"Style: Manners of writing, speaking, collective characteristics of the writing or diction or way of presenting things or artistic expression or decorative methods (in painting, architecture, furniture, dress ect.)"(۱۸)

جب کہ اُردو لغات میں ''اُسلوب'' کے معانی کے ضمن میں مندرجہ ذیل معانی درج ہیں:

''طریقہ، راہ، طور، طرز، روِش'' (۱۹)

''طریقہ، طرز''(۲۰)

''اُسلوب، اسٹائل، طرزِ بیان، انداز، اِنشا، محاورہ، اِنتخابِ الفاظ، طرزِ کلام، ادبی سلیقہ، پُر شکوہ انداز ، قدرتِ بیان (فصاحت)، عذب البیانی، تصنیف و تالیف، قلم کاری، فن کاری، اُستادی۔''(۲۱)

''اُسلوب تحریر و تقریر (بلحاظ زبان)؛ راہ، صورت، طور''(۲۲)

اُردو اور فارسی کی قدیم و جدید بیشتر لغات میں اُسلوب کے پیش کردہ معنی و مفہوم سے مترشح ہوتا ہے کہ لغت نویس قلم، روِش، چلن، ڈھنگ، انداز، طرزِ کلام، طرزِ تحریر اور طریقِ تحریر سے آگے نہیں بڑھ پائے۔ حال آں کہ آج کے دور میں یہ لفظ طرزِ تحریر سے کہیں زیادہ وسعت آشنا ہو کر فنونِ لطیفہ کے کئی دوسرے مقاصد کے لیے بھی اِستعمال ہونے لگا ہے، بعینہٖ اِس کے اِصطلاحی معنوں کے حوالے سے بھی لغات میں ہُو کا عالم طاری ہے، حتیٰ کہ ادبی اِصطلاحات پر مبنی بیشتر کتب میں بھی لفظی معنوں کی سرحد سے آگے بڑھنے کی تحریک دِکھائی نہیں دیتی، لیکن اصلاً اُسلوب سے مراد کسی بھی تخلیق کار کے ادائے مطلب یا خیالات و جذبات کے اِظہار کا وہ طریق ہے، جو اُس خاص صنف میں مصنف کی اپنی انفرادی خصوصیات، یعنی علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفۂ حیات اور طرزِ فکر و احساس ایسے عوامل کے شامل ہو جانے کی بہ دولت وجود میں آتا ہے۔ اِسی لیے اُسلوب کو مصنف کی شخصیت کا عکس اور اُس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔(۲۳) اُردو ادب میں اسٹائل کے مفہوم میں اُسلوب کے علاوہ ''اُسلوبیات'' (Stylistics) کی اِصطلاح بھی مستعمل ہے، لیکن عصرِ حاضر میں ادبیاتِ اُردو میں اصل پذیرائی لفظ ''اُسلوب'' کو ہی حاصل ہے۔ اُسلوبیات کی تعریف نقد و نظر کی کتب میں بھی بہت کم ملتی ہے، تاہم گوپی چند نارنگ (۱۹۳۱ء۔ ۲۰۲۲) نے اُسلوبیات کے بارے میں خصوصی طور پر لکھا ہے۔ واضح رہے کہ اُسلوب اور اُسلوبیات کے علاوہ اندازِ بیاں، ادا، ڈھب، روِش، طور طریقہ، سلیقہ اور طرزِ ادا ایسے الفاظ بھی ماضی میں اُسلوب کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

اُردو کے بعض اہلِ قلم نے اُسلوب کی جو تعریفات کی ہیں، آیئے اُن کی روشنی میں اُسلوب اور اُس کے متعلقات کو جاننے کی سعی کرتے ہیں ۔ نثار احمد فاروقی (۱۹۳۴ء۔۲۰۰۴ء) اُسلوب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اُسلوب یا طرزِ نگارش کا مسئلہ ایسا نہیں، جس پر کوئی فیصلہ کن اور دوٹوک بات کہی جاسکے۔ آسان لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ افکار و خیالات کے اظہار و ابلاغ کا ایسا پیرایہ ہے جو دلنشیں بھی ہو اور منفرد بھی۔'' (۲۴)

ڈاکٹر سلیم اختر (۱۹۳۴ء۔۲۰۱۸ء) کی رائے میں:

''اُسلوب کی سادہ ترین تعریف یہی کی جاسکتی ہے کہ اُسلوب اندازِ نگارش ہے اور ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است کے مصداق، تخلیق کاروں کے لسانی شعور کی مناسبت سے اِس میں تنوع اور بوقلمونی ملتی ہے۔ اُسلوب ٹھوس، جامد، قطعی، غیر متحرک اور تغیر ناآشنا نہیں ہوتا۔ اُسلوب تخلیق کار کی شخصیت کے نفسی محرکات کے ساتھ ساتھ موضوع کے تقاضوں اور تخلیق سے متعلق جمالیاتی معیاروں کی مناسبت سے چولا، بل کہ اِس چولے کا بھی رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اسی لیے غزل اور قصیدہ یا مثنوی کے اُسلوب میں فرق نظر آتا ہے۔'' (۲۵)

ڈاکٹر ممتاز احمد خان (پ۔۱۹۴۶ء) کے نزدیک :

''ادب میں اُسلوب کی وہی حیثیت ہے، جو انسانی وجود کے لیے رُوح کی ہے۔ جس طرح پتھر میں مجسمہ پوشیدہ ہوتا ہے، اِسی طرح ہر تحریر وجود میں آنے سے قبل اپنا اُسلوب رکھتی ہے۔ جس دن پہلی تحریر وجود میں آئی اُسی دن اُسلوب نے بھی اپنے وجود میں آنے کا اعلان کیا۔ اِس کا مطلب ہوا کہ اُسلوب سائے کی مانند تحریر کے عقب میں سفر کرتا نظر آتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُسلوب کیا ہے؟ اِس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ اُسلوب تحریر کے مخصوص انداز کا نام ہے۔'' (۲۶)

پروفیسر مظفر عباس نقوی کے خیال میں:

''اُسلوب سے مراد کسی اِنشا پردازی کا وہ مخصوص فن کارانہ طریقہ کار ہے، جس کی مدد سے وہ اپنے جذبات و احساسات قاری تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔'' (۲۷)

اُسلوب کے معنی و مفہوم اور تعریفات کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ اُسلوب ہے کیا؟ یہ مصنف کی تخلیقات کا حصہ کس مرحلے پر بنتا ہے؟ کیا اُسلوب کوئی ٹھوس (Concrete) شے ہے یا سیال (fluid) چیز؟ یہ کوئی مابعد الطبیعیاتی یا غیر مرئی (Metaphysical) معاملہ ہے یا کسی چیز کی مادی (Physical) صورت کا نام ہے؟ کیا اُسلوب ہر لکھنے والے کی تحریر کا لازمی جزو ہے یا کسی کسی مصنف کے ہاں اِس کا اظہار ہوتا ہے؟ اُسلوب کا کوئی وجود ہوتا بھی ہے یا یہ مختلف النوع پھولوں کی خُوش بو کی طرح خود کو متعارف کرواتا ہے؟ یا پھر یہ کوئی افلاطونی تصور (Platonic concept) ہے؟ یہ سب ایسے سوال ہیں، جن کا کوئی حتمی اور دوٹوک جواب دینا ممکن نہیں، تاہم اِس ضمن میں اے، ای ڈربی شائر (A. E. Darbyshire) کا بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے:

"In the past many writers on style seem to have thought of it as a positive and rare quality in writing to which an author ought to aspire." (۲۸)

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

ادب میں موضوعات چوں کہ زندگی سے لیے جاتے ہیں۔اِس لیے اُسلوب بھی شخصی یا انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متاثر ہوتا ہے۔اُسلوب محض موضوع کی زینت وزیبائش یا آرائش کا نام نہیں، بل کہ یہ ایک ایسا وسیلہ ہے، جو موضوع یا مضمون کو فن میں تبدیل کرتا ہے، لیکن اُسلوب میں الفاظ کے مناسب اِنتخاب اور اِستعمال کو اساسی درجہ حاصل ہے، جس کے ذریعے مصنف اپنی تحریر میں تاثیر کا وصف پیدا کرتا ہے۔معاملہ چاہے تلازمِ معانی کا ہو یا صوتی آہنگ کا مصنف ہر صورت میں ''انتخابِ الفاظ'' ہی کا ساتھ دیتا ہے۔(۲۹) اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ اُسلوبِ بیان کی اہمیت، زبان کی اہمیت کے برابر ہے۔(۳۰) اُسلوب کے حوالے سے فرانسیسی نقاد ژارژ بوفون (۱۷۰۷ء۔۱۷۸۸ء)(Georges Buffon) کا مشہورِ زمانہ قول ''Style is the man himself''، یعنی اُسلوب اصل شخصیت کا اظہار ہے، بوفون کے اِس نظریے کی مخالفت میں سیّد عابد علی عابد (۱۹۰۶ء۔۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''اُسلوب کی جو تعریفات کی گئی ہیں، وہ اگر گمراہ کن نہیں تو ناقص ضرور ہیں۔مثلاً اُسلوب کی یہ تعریف ۔۔۔کہ مصنف کی مکمل شخصیت کا دوسرا نام اُسلوب ہے، بظاہر بہت نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے اور فلابیر اِس کی تعریف بھی کرتا ہے، لیکن تجزیہ کرنے سے تسلی بخش معانی ہاتھ نہیں آتے۔''(۳۱)

بعینہٖ شمس الرحمن فاروقی (۱۹۳۵ء۔۲۰۲۰ء) بھی سیّد عابد علی عابد کی طرح بوفون کی رائے کے خلاف رقم طراز ہیں:

''بوفون کا اصل قول ہے Le style c'est. I Homme meme اِس کے انگریزی ترجمے ''Style is the man'' اور اِس کے اُردو ترجمے ''اُسلوب دراصل خود شخص ہے'' سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔۔۔اُسلوب اگر شخصیت کا اِظہار ہے تو پھر اُسلوب کا مطالعہ چھوڑ کر شخصیت کا مطالعہ مفید ہوگا۔''(۳۲)

حقیقت یہ ہے کہ سیّد عابد علی عابد اور شمس الرحمن فاروقی کی آرا سے کسی سطح پر بھی اِتفاق نہیں کیا جاسکتا۔متذکرہ بالا ناقدین کے برعکس غلام جیلانی اصغر (۱۹۱۸ء۔۲۰۰۶ء)، جمیل آذر (پ:۱۹۳۰ء)، ڈاکٹر عبادت بریلوی (۱۹۲۰ء۔۱۹۹۸ء) اور ڈاکٹر ممتاز حسین (۱۹۱۸ء۔۱۹۹۲ء) نے بڑی وقیع رائے پیش کی ہے، جو قاری کو اپنا ہم خیال بنانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے، وہ اِس لیے کہ اُسلوب میں فن کار کی شخصیت کو کسی بھی صورت میں منہا نہیں کیا جاسکتا۔غلام جیلانی اصغر کے مطابق:

''جس طرح ماں باپ کا ناک نقشہ بچے تک منتقل ہوتا ہے، اِس طرح ادیب کا جبلی اندازِ فکر، اُس کا تخیل، اُس کا اِستدلال، اُس کے اُسلوب میں منتقل ہو جاتا ہے۔اِسی لیے بوفون کا یہ قول کہ اسٹائل شخصیت کا آئینہ دار ہے، صرف ادبی ہی نہیں، بل کہ حیاتیاتی سطح پر بھی صحیح ہے۔''(۳۳)

کچھ اِسی قسم کے خیالات کا اِظہار کرتے ہوئے جمیل آذر (پ:۱۹۳۰ء) لکھتے ہیں:

''اُسلوب یا اسٹائل میں شخصیت کا اِظہار بالذات مقصود نہیں ہوتا، بل کہ شخصیت کا انعکاس بالواسطہ ضرور ہوتا ہے۔اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ اُسلوب یا اسٹائل نہیں، بل کہ میکانکی عبارت ہے۔''(۳۴)

بعینہٖ ڈاکٹر عبادت بریلوی کا کہنا ہے:

''ہر لکھنے والا اپنے اُسلوب میں اپنی پوری شخصیت کو پیش کر دیتا ہے۔اگر وہ شخصیت کو پس پردہ رکھنا چاہے اور نفی شخصیت کے نظریے کا قائل ہو، تب بھی اُس کے اُسلوب میں کسی نہ کسی زاویے سے اُس کی پوری شخصیت کا عکس نظر آجاتا ہے۔وہ شعوری طور پر چاہے بھی تو اس صورتِ حال سے اپنا دامن نہیں چھڑا سکتا۔یہ اُسلوب دو بنیادی چیزوں کا مرکب ہوتا ہے۔ایک تو خیال یا تجربہ جس میں لکھنے والے کی پوری شخصیت ظاہر ہوتی ہے، دوسرے اس تجربے کو ظاہر کرنے کے لیے

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

الفاظ کا استعمال۔اِسی لیے تو کہا گیا ہے اور اِس بنیادی خیال سے سب ہی متفق ہیں کہ اُسلوب در حقیقت شخصیت ہے۔جو الفاظ کا لباس پہن کر جلوہ نما ہوتی ہے۔''(۳۵)

جب کہ ڈاکٹر ممتاز حسین کے نزدیک:

''جس طرح نَے کی آواز میں نَے نواز کا سوزِدروں کار فرما ہوتا ہے نہ کہ نَے خود۔اِسی طرح شعر و ادب میں اُسلوب کی جلوہ ریزی میں فن کار کا سوزِ دروں یا اُس کی شخصیت ہی کار فرما ہوتی ہے نہ زبان بذاتِ خود۔اُسلوب اُسی شخصیت کی انفرادیت سے متعین ہوتا ہے۔''(۳۶)

بلا شبہ غلام جیلانی اصغر، جمیل آذر، ڈاکٹر عبادت بریلوی اور ڈاکٹر ممتاز حسین کی آرا اِس حوالے سے بغایت درجہ اہمیت کی حامل ہیں کہ اُسلوب میں لکھنے والے کی شخصیت اور اُس کی تمام خصوصیات یک جا ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔اِس سے قاری نہ صرف لکھنے والے کی تحریر کو پہچاننے لگتا ہے، بل کہ اُس کے شعور اور تحت الشعور میں اُٹھنے والے محرکات و عوامل سے بھی آشنا ہو جاتا ہے۔

یہ بحث کہ کیا اُسلوب فن کار کی شخصیت کو فن پارہ میں مکمل طور پر جذب کر لیتا ہے یا اُس کی شخصیت کے کچھ پہلو پردۂ اخفا میں رہ جاتے ہیں ؟اِس ضمن میں کہا جا سکتا ہے کہ ایک فن پارہ ہی نہیں، بل کہ چند الفاظ یا ایک آدھ شعر بھی جدید علمِ نفسیات کی رُو سے فن کار کی پوری شخصیت کے اِنکشاف کا باعث ہو سکتا ہے۔(۳۷) گویا تخلیق کار کی شخصیت جن جذبات و احساسات اور خیالات و نظریات کا سرچشمہ ہوتی ہے،اُن کا عکس مصنف کے ایک ایک لفظ، ایک ایک جُملے اور اِظہارِ بیان کے دیگر وسیلوں میں جھلکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔(۳۸) یہ درست ہے کہ فن کار کی شخصیت اُسلوب کے ظاہر و باطن میں سیدھے سادے انداز سے منکشف ہونے کے بجائے الفاظ کی بھٹی سے کندن بن کر نکلتی ہے اور یہی الفاظ جو مصنف کے مخصوص عہد، مزاج یا روایت کے عکاس ہوتے ہیں،اُن میں فن کار کی انفرادیت کے ساتھ ساتھ اِجتماعیت کے خصائص بھی عکس ریز ہوتے ہیں۔(۳۹)،یعنی ہر اچھے اُسلوب کے پسِ پردہ فن کار کی شخصیت کا ذوقِ سلیم اور لطیف طرزِ احساس ایک محرک کے طور کام کرتا ہے۔(۴۰)اِس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُسلوب تحریر کے کسی خاص وصف کا نام نہیں، بل کہ یہ تخلیق کار کی مکمل شخصیت کے عکس و نقش کا آئینہ دار ہوتا ہے۔(۴۱)

مندرجہ بالا گفتگو کی روشنی میں یہ بات بڑی حد تک واضح ہو جاتی ہے کہ اُسلوب شخصیت کا دوسرا نام ہے، بل کہ گبن (Edward Gibbon)(۱۷۳۷ء۔۱۷۹۴ء) کے نزدیک تو اُسلوب کردار یا شخصیت کا مکمل عکس ہے۔(۴۲)اُسلوب اساسی طور پر ایک ذاتی یا شخصی صفت ہے، مگر جب اُسلوب کی مکمل تشکیل ہو جاتی ہے تو تب وہ کسی تخلیق کار کی شخصیت کا ایک بنیادی عنصر بن جاتا ہے۔(۴۳) یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا فن کار اپنی تحریروں میں اپنی شخصیت کو مکمل طور پر بے نقاب کر سکتا ہے۔بلا شبہ اِس بات کو ذرا مشکل سے ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ اِنسانی شخصیت کے گوناں گوں رنگ اور پہلو ہوتے ہیں، جن کی مکمل تفہیم بہ ہر حال اِتنا آسان کام نہیں ہے۔وہ اِس لیے کہ جب کوئی فن کار تخلیقی عمل سے گزرتا ہے تو اُس لمحے وہ عموماً اعلیٰ خیالات و نظریات کا حامی اور اِنسانی حقوق کا علم بردار اور نسلی و طبقاتی درجہ بندی کا مخالف ہوتا ہے۔ہو سکتا ہے کہ عملی زندگی میں وہ اُن نظریات سے پوری طرح متفق نہ ہو یا اُن کی پاس داری نہ کرتا ہو۔اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ فن کار اپنے اِرد گرد کے ماحول سے جو کچھ اخذ کرتا ہے، اُس کی تاثیر اُس کے اُسلوب میں بھی منعکس ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔یہ درست ہے کہ اُسلوب فن کار کی زندگی کا عکس ہوتا ہے، مگر اِسے فن کار کی زندگی کا مکمل

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

عکس قرار نہیں دیا جا سکتا، کیوں کہ اُسلوبِ اِنسانی شخصیت کے ہر پہلو کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ بعض اہلِ قلم حضرات اُسلوب کو فکر سے جُدا چیز قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ فکر کا کوئی اُسلوب نہیں ہوتا، لیکن اِس نظریے کے رد میں بعض دانش وروں کا کہنا ہے کہ نہیں، زبان کی طرح فکرِ اِنسانی کا بھی ایک اُسلوب ہوتا ہے۔ لفظوں کے اِنتخاب اور جُملوں کی بندش وبنت سے بہ آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کوئی خاص تحریر کس مصنف کی تخلیق ہے۔(۴۴)

درج بالا گفتگو کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اُسلوب کسی مصنف کا طرزِ تحریر یا خیالات وجذبات کے اِظہار کا وہ انداز ہے، جو مصنف کو دیگر مصنفین سے منفرد حیثیت عطا کرتا ہے۔ چوں کہ ہر مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اُس کی علمی اِستعداد، کردار، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفۂ زندگی اور اندازِ فکر وخیال ایسے عناصر مل کر اُسلوب کی تشکیل کرتے ہیں۔ اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ واضح خیالات کا موزوں ترین الفاظ میں اِظہار دراصل اُسلوب ہے،(۴۵) اُسلوب ہر اُس چیز کا نام ہے، جس کے ذریعے ایک ادیب دوسرے ادیب سے جُدا اور منفرد دکھائی دیتا ہے۔ بلاشبہ اُسلوب ہر ادیب کی منفرد پہچان کا ذریعہ ہے، یعنی خاص طرز کے فقرے، خاص جُملے اور خاص انداز میں ڈھلی ہوئی زبان، جو مصنف اپنے مخصوص انداز سے اِستعمال کرتا ہے، وہی دراصل اُس کا اُسلوب ہے۔ ابنِ خلدون (۱۳۳۲ء۔۱۴۰۶ء) کے لفظوں میں:

”معنی ہر شخص کے ذہن میں کچھ نہ کچھ ہوتے ہیں، جن کو وہ نظم کر سکتا ہے۔ اِس لیے اُن کے سیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی۔ سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے تالیفِ الفاظ اور اُن کی نشست وبست کی۔ جو نظم ونثر کے قالب کہلاتے ہیں اور معانی کے ظروف۔ اور جیسے پانی بھرنے کے ظروف مختلف ہوتے ہیں، کوئی چاندی کا، کوئی سونے کا، کوئی تانبے کا، کوئی مٹی کا اور سب میں پانی یکساں ہوتا ہے۔ اِسی طرح یہ ظروف معانی ہیں کہ معانی ایک ہیں اور طریقِ ادا اور اُسلوبِ بیان الگ الگ۔ جس کو جیسی زبان پر قدرت ہوتی ہے، ویسا ہی اُس کا اُسلوبِ بیان ہوتا ہے۔ ایک بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچتا ہے تو دوسرا ادنیٰ درجہ پر ہی پڑا رہتا ہے۔“(۴۶)

مذکورہ بالا گفتگو کے باطن سے چند سوالات جنم لیتے ہیں، اُسلوب کی تفہیم کے لیے جن کا جواب دینا از حد ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اُسلوب کیا ہے؟ اِس کی تشکیل کس طرح ہوتی ہے؟ اِس کے عناصر کون سے ہیں؟ اِن سوالوں کا جواب دینا اِتنا آسان کام نہیں ہے۔ بادی النظر میں تو اُسلوب الفاظ کے مجموعے کا نام ہے، لیکن الفاظ کے اِنسلاک واِشتراک کے پسِ پردہ مصنف کے علم وفضل کی ایک طویل روایت بھی ہوتی ہے، جو تخلیقی فن پارے کو اوجِ کمال عطا کرتی ہے۔ مصنف کی شخصیت، اُس کے تصورات ونظریات، اُس کے مشاہدات، ماضی کی روایات واقدار اور اُس کا ماحول بھی اِس ضمن میں اُسلوب کا حصہ بن جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مصنف کا مزاج بھی اُسلوب کا ساجھی دار بننے سے نہیں چوکتا۔ لمحۂ تخلیق میں فکر وفن کی باہمی آمیخت کئی تشکیلی مراحل طے کرنے کے بعد ہی فن پارے کو اکملیت کے درجے پر فائز کرتی ہے، یعنی ہر فن پارہ فکر اور فن کے کامل اِختلاط سے وجود میں آتا ہے۔ اِس مرحلے پر اِس امر کا جاننا بھی ضروری ہے کہ اُسلوب کیسے تشکیل پاتا ہے اور اِس پر کون کون سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ اِس ضمن میں پروفیسر مظفر عباس نقوی لکھتے ہیں:

”اُسلوبِ بیان کی تشکیل میں پانچ عناصر کار فرما ہوتے ہیں، مصنف، ماحول، موضوع، مقصد اور مخاطب۔ گویا اُسلوب کے تعین میں اِس بات کو بڑا دخل ہے کہ بات کون کہہ رہا ہے، کس زمانے میں کہہ رہا ہے، کیا کہہ رہا ہے، کیوں کہہ رہا ہے اور کس طرح کہہ رہا ہے۔“(۴۷)

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

بلاشبہ اُسلوب کی تشکیل و تعمیر میں سب سے پہلے اِس بات کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ مصنف یا شاعر کون ہے؟ اُس کی تعلیمی و علمی قابلیت کیا ہے؟ ادب کے بارے میں اُس کی رائے کیا ہے؟ وہ نئے نئے تجربات کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے یا وہ روایت پسند ہے؟ اُس کا ادبی ذوق کیسا ہے؟ موضوع کے بارے میں اُس کی رائے کیا ہے؟ یہ سب باتیں مصنف کی ذات سے متعلق ہیں، جو اُسلوب کی تشکیل میں بہت معاون ہوتی ہیں، جن کے ذریعے ہم صاحبِ اُسلوب کو بہ آسانی شناخت کر سکتے ہیں۔اِس لیے کہا جا سکتا ہے کہ مصنف کی شخصیت کا دوسرا نام اُسلوب ہے، یعنی اُسلوب فن کار کی ذات ہے۔اِس سے بہتر اُسلوب کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔(۴۸)

مصنف کے بعد دوسرے درجے پر یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ادیب یا شاعر جس دور یا عہد میں زندہ ہے، اُس عہد کے سیاسی، معاشی، سماجی اور ادبی حالات کیسے ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ سب عوامل اُس کی تخلیقات پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ کوئی بھی فن کار ایسا نہیں ہوتا، جو اپنے ماحول سے کٹ کر زندگی بسر کرے۔ مزید یہ کہ ہر عہد کا اپنا ایک اِجتماعی اُسلوب بھی ہوتا ہے، جو اُس دور کی سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ ماہرِ آثارِ قدیمہ کے مطابق اُسلوب کا مطالعہ ماضی کی گرد میں مدفن تہذیبوں کی بازیافت کا سراغ مہیا کرتا ہے۔اِسی اُسلوب کی بہ دولت ماہرین کسی کھنڈر نما پرانی عمارت، کتبوں اور قدیم فن پاروں کے اُسلوب سے گم شدہ تہذیب و ثقافت کے عہد کا تعین کرتے ہیں۔اِسی طرح تاریخ دان اُسلوب کی کوکھ میں اُتر کر سیاسی و سماجی حالات اور فتح و شکست ایسی جزئیات سے متعلقہ عہد کا پتہ چلاتے ہیں۔ بعینہٖ ایک ادبی نقاد اُسلوب کی انگلی تھام کر فن پارے کے تخلیقی دور کے علمی مزاج کا نہ صرف سراغ لگاتا ہے، بل کہ اُس دور کی فنی و فکری گتھیاں سُلجھا کر پورے عہد کو کسی کھلی کتاب کی طرح قاری کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر رشید امجد (پ۔ ۱۹۴۰ء) کے نزدیک:

اُسلوب اپنے دور کی پہچان ہے اور ایک عہد کو دوسرے سے جُدا کرتا ہے۔ اُسلوب وہ مہر ہے جو خیال کی زبان اور عصر کا تعین کرتا ہے۔ گویا اُسلوب خیال کو رائج الوقت ٹکسال کی مہر لگاتا ہے۔"(۴۹)

اُسلوب محض انفرادی ہی نہیں ہوتا، بل کہ ہر دور میں اپنے لیے ایک اِجتماعی اُسلوب کی تشکیل بھی کرتا ہے اور یہی اِجتماعی اُسلوب ایک عہد کو دُوسرے عہد سے الگ شناخت کرتا ہے۔ گویا داستان، ناول اور جدید افسانے میں حدِ فاصل کا سبب یہی اُسلوب ہے، جو اِن کی منفرد پہچان کا وسیلہ بنتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر اُسلوب تخلیق کار کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے اور ایک ادیب کو دوسرے ادیب سے ممیز کرتا ہے۔ بعینہٖ جب معاملہ انفرادیت سے اِجتماعیت کا آتا ہے تو ایک عہد کو دوسرے عہد سے نمایاں کرنے کے لیے دونوں ادوار کے جذبات و احساسات اور سماجی و تہذیبی روّیوں کو شناخت کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

مزید یہ کہ اُسلوب داخلی زندگی کی تفتیش کا ذریعہ بھی ہے،(۵۰) یعنی اُسلوب لکھنے والے کی سوچ کا آئینہ دار ہوتا ہے اور سوچ کا یہ انداز لکھاری کا اپنا عہد اُسے عطا کرتا ہے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ پر مُسلّمہ ہے کہ ایک ہی عہد اور ایک ہی خطے میں رہنے والے تخلیق کار بیک وقت مختلف اسالیب کے حامل ہو سکتے ہیں، کیوں کہ اُن کے اِختیار کردہ پیرایۂ بیان کے پیچھے بہت سے شعوری اور لاشعوری عوامل کارفرما ہوتے ہیں، جن میں شخصیت، عہد، علاقہ، زبان کا وہ مخصوص لب و لہجہ جو اُس کے اِرد گرد کی فضا میں موجود ہوتا ہے، اُس کے اُسلوب کو اُس عہد کے دوسرے لکھنے والوں سے علیحدہ کرتا ہے۔ یہ

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

الفاظِ دیگر اُسلوب ہی دراصل وہ بنیادی وصف ہے، جو ایک عہد کو دوسرے عہد تک، ایک چیز کو دوسری چیز سے اور ایک ادب پارے کو دوسرے فن پارے سے متمیّز بناتا ہے۔(۵۱)یعنی وقت یا زمانے کی تبدیلی سے اسالیب کے روّیے بدل جاتے ہیں۔اِس بات کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اُسلوب مواد کے حساب سے بدلتا رہتا ہے۔(۵۲)کسی بھی زمانے کے طے شدہ لب و لہجہ اور لفظیات کا حامل طرزِ تحریر اُس عہد کا اِجتماعی اُسلوب کہلاتا ہے۔جب اِجتماعی اُسلوب کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کا مطالعہ نفسیاتی، سماجیاتی اور علم بشریات کی روشنی میں تشکیل پاتا ہے، جیسے دکنی عہد کا مقفیٰ و مسجع طرزِ نگارش اور عہدِ سر سیّد کی افادی اور استدلالی نثر اپنے اپنے عہد کے نمائندہ اسالیب ہیں۔اِس سے یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ اُسلوب تخلیق، شخصی اور اجتماعی پس منظری عوامل سے مل کر منصہ شہود پر آتا ہے۔ہر دور کے مختلف ظاہری و داخلی، حالات و واقعات، جذبات و احساسات، اُس عہد کا ایک روّیہ اور مزاج مرتب کرتے ہیں، جس کی چھاپ ادبی اُسلوب پر لگی ہوتی ہے، جو اپنے عہد کی پہچان بن جاتا ہے۔مصنف اور اُس کے عہد کے بعد اُسلوب کی تشکیل میں موضوع کی اہمیت اپنی جگہ پر مُسلّمہ ہے۔موضوع کی نوعیت جیسی ہو گی، مصنف کو زبان بھی ویسی ہی اِختیار کرنا پڑے گی۔وہ اِس لیے کہ کسی بھی تحریر پر اُس عہد کے ادبی ذوق کے اثرات کا نہ ہونا اُس کی اہمیت کو کم کرنے کا باعث بنتا ہے۔غور طلب بات یہ ہے کہ موضوعات علمی، ادبی، تاریخی، افسانوی اور صحافتی کئی طرح کے ہوتے ہیں، اِس لیے ضروری ہے کہ ہر طرح کے موضوع کا اُسلوب ایک دوسرے سے جُدا ہو، کیوں کہ ہر طرح کے موضوع کو بیان کرنے کے لیے ایک ہی طرح کا اُسلوب اِختیار نہیں کیا جا سکتا۔

اُسلوب کی تشکیل کے اگلے مرحلے میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ مصنف کے لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ کن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر فن پارہ تخلیق کر رہا ہے؟ وہ اپنی تحریر کے ذریعے قارئین کو کوئی پیغام دینا چاہتا ہے یا اُن پر اپنی علمیت اور ہنر مندی کا رعب جمانا چاہتا ہے یا محض قاری کو صرف اپنے خیالات سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔یہی مقصد داستان، ناول اور افسانے کے اُسلوب میں اِمتیاز کا باعث بنتا ہے اور یہ محرک اُسلوب کی تعمیر کا خاص حصہ شُمار کیا جاتا ہے۔آخر میں یہ بات کہ مصنف یا شاعر جن لوگوں کے لیے لکھ رہا ہے، وہ کس طبقۂ انسانی سے تعلق رکھتے ہیں؟ اور اُن کا علمی و ادبی ذوق کیسا ہے؟ چوں کہ عوام و خواص کے ذوقِ سلیم، علمی اِستعداد اور ماحول میں بڑا فرق ہوتا ہے، اِس لیے کسی خاص نوع کے قارئین کو متاثر کرنے کے لیے کیسا اُسلوب اختیار کرنا چاہیے؟ یہ بات مصنف کے پیش نظر ہونی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ لکھنے والا قاری یا مخاطب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے زبان اور اُسلوب اختیار کرتا ہے۔

مندرجہ بالا اُمور پر غور و فکر کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر شاعر یا ادیب کا اُسلوب کسی دوسرے ادیب یا شاعر سے کن وجوہ کی بنا پر منفرد ہوتا ہے۔مزید یہ کہ مختلف اصناف پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے تخلیق کار کا اُسلوب صنفِ سخن کے تقاضوں کے مطابق اپنے ذاتی اُسلوب سے بھی جُدا ہو سکتا ہے۔بلا شُبہ اُسلوب کا زمانے کے ساتھ گہرا تعلق ہے، یعنی زمانے کی تبدیلی اُسلوب پر اثر انداز ہوتی ہے۔اِس بات کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ مختلف زمانوں کے اسالیب مختلف ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر غالب کے خطوط اور اقبال کے خطوط میں زبان کی تبدیلی، الفاظ کا استعمال اور گفتگو کا انداز وقت، حالات اور واقعات کی تبدیلی سے بدل جاتا ہے۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

اُسلوب فی الاصل مصنف کے خیالات وجذبات اور نظریات و تجربات کو قاری تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔اِس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شاعر یا ادیب کسی موضوع پر جو کچھ کہنا چاہتا ہے،وہ بات قاری تک اِس طرح پہنچے کہ اُس کے ذہن میں موضوع سے متعلق کسی قسم کا کوئی اُلجھاؤ یا ابہام باقی نہ رہے۔کسی بھی تحریر میں ابہام کی صورت اُسی وقت جنم لیتی ہے،جب لکھنے والا بہ ذاتِ خود کسی موضوع کے بارے میں گوں مگوں یا تذبذب کا شکار ہو اور اُسلوب کی یہ ایک بڑی خامی متصور ہو گی کہ جب مصنف اپنے خیالات و نظریات قاری تک پہنچانے میں ناکام رہے۔بہ الفاظِ دیگر ابلاغ اُسلوب کی بنیادی صفت ہے۔الغرض اُسلوب میں الفاظ کے اِنتخاب کا معاملہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔سیدھا سادہ اور سلیس اندازِ بیان قاری تک مصنف کے خیالات کی تفہیم میں بے حد ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔سادگی تحریر کے حُسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔اُسلوب کی سادگی سے یہ مراد نہیں ہے کہ تحریر خشک اور سپاٹ ہو اور اُس میں کوئی مشکل لفظ اِستعمال نہ کیا جائے۔پھر یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ الفاظ کے استعمال میں شاعر یا ادیب کو چاہیے کہ وہ اِس بات کا خاص خیال رکھے کہ الفاظ کو اُن کے حقیقی معنوں میں اِستعمال کرے،یعنی لفظوں کو اُن کے معروف معنوں میں اِستعمال کرنا چاہیے،تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔زورِ بیان کی خاطر یا عبارت آرائی کے لیے الفاظ کے ایسے جوڑے یا مترادف و متضاد الفاظ استعمال نہ کرے،جن کے مفہوم سے عام قاری ناآشنا ہوں۔ایسا اُسلوب فن کار اور قاری کے لیے بجز وقت کے زیاں کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

اُسلوب تخلیق کار کے باطن کے اِنکشاف کا بہترین ذریعہ ہے،یعنی اُسلوب میں شخصیت کی عکاسی بھرپور انداز میں ہوتی ہے۔شخصیت کا تخلیقی پہلو اور تخیل کی بلند پروازی اپنے لیے اِظہار کی نئی نئی جہتیں تلاش کر لیتی ہیں۔ایسے مقام پر اُسلوب ایک طرح کی وہی صورت میں ڈھل جاتا ہے۔اِس کے برعکس وہ فن کار جو کیسی ہی منفرد اور چونکا دینے والی بات کہنے کی صلاحیت رکھتا ہو،اِظہار کی بدسلیقگی کے سبب اپنی بات میں وہ جوش وجذبہ اور کاملیت پیدا نہیں کر سکتا،جو اچھے اُسلوب کی دین ہے۔یوں بھی اُسلوب اِظہار کا ایک ایسا خوب صورت انداز ہے،جس کا موزوں اِستعمال ہی تخلیقی تجربے کو حُسن اور ابلاغ کی قوت عطا کرتا ہے۔شفقت حسین کے خیال میں:

''بغیر اُسلوب یا تخلیقی قوت کے ایک فن کار کی مثال اُس حاملہ عورت کی سی ہے جو دردِزہ میں تو مبتلا ہو،لیکن بے چاری اپنے جسم میں اِتنی سکت نہ رکھتی ہو کہ اُس کا بچہ بیرونی فضاؤں میں سانس لے سکے۔''(۵۳)

اِس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خیال اور اُس کا اِظہار ایک دوسرے کے لیے ناگزیر حیثیت رکھتے ہیں۔خیال کیسا ہی باکمال کیوں نہ ہو اگر اُسے حسبِ حال اُسلوب عطا نہ ہو تو وہ مقبولیت کی سند حاصل کرنے سے محروم رہے گا۔اِس کی مثال یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ ہم ہر روز اپنے ارد گرد اَن گنت چونکا دینے والے واقعات سُنتے اور دیکھتے ہیں،جو ہمیں شدید متاثر بھی کرتے ہیں،لیکن چند دنوں کے بعد وہ ہمارے شعور کے آنگن سے محو ہو جاتے ہیں ،مگر جب کوئی فن کار اِنھی واقعات کو بہترین ادبی اُسلوب کے سانچے میں ڈھال کر قاری کے رُوبرو پیش کرتا ہے تو وہی واقعات لافانی ادب پارے کی صورت اِختیار کر لیتے ہیں۔مغربی اسکالر پیٹر(Petre)کا کہنا ہے کہ مصنف کو ہر لفظ اپنے صحیح مقام اور سب سے بڑھ کر مدلل انداز میں استعمال کرنا چاہیے۔(۵۴)اُسلوب دراصل مصنف کی مخصوص لفظیات و فقرات،اُس کی موضوع کے ساتھ وابستگی(Commitment)اور پھر بار باراُن کا اِستعمال،وقت کے ساتھ ساتھ ایک خاص طرز کو جنم دیتا ہے،جو بالآخر اُسلوب بن کر اُس کی شخصیت کے ظہور کا سبب بنتا ہے۔بہ الفاظِ دیگر مصنف کی

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

شخصیت اپنے نشیب و فراز اور رنگ و آہنگ کے ساتھ الفاظ میں منتقل ہو جاتی ہے۔اُسلوب اساسی طور پر ایک شخصی صفت ہے اور جب اُسلوب کی تشکیل مکمل ہو جاتی ہے تو تب وہ کسی بھی مصنف کی شخصیت کا ایک ناگزیر حصہ بن جاتا ہے۔

ایامِ طفولیت میں جب اِنسان کے ذہن میں اثر پذیری کی صلاحیتیں زیادہ ہوتی ہیں تو ایسے میں ہر چیز کا نقش اِنسانی ذہن میں قدرے سرعت سے راہ پاتا ہے، گویا اِنسانی ذہن میں اُسلوب کی نمو کا آغاز دورِ طفلی ہی سے ہو جاتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک بہترین اُسلوب کی صورت میں ڈھل جاتا ہے۔یوں بھی کسی ادیب کو اُسلوبِ بیان سکھایا نہیں جا سکتا۔ہاں البتہ اِتنا ضرور ہے کہ اگر کوئی تخلیق کار کوشش کر کے اپنی انفرادیت کو قائم رکھنا چاہے تو وہ ایسا بہ ہر حال کر سکتا ہے۔(۵۵)اچھا اسٹائل یا اُسلوب محنت و مشق کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔اِس لیے صاحبِ اُسلوب کو ایسے الفاظ کا اِستعمال کرنا چاہیے، جو اُس کے خیالات کو پراگندہ اور منتشر نہ کریں اور ظاہر ہے کہ الفاظ کا صحیح اِستعمال مناسب خیالات کے بغیر ممکن نہیں۔

اُسلوب کوئی ساکن و جامد شے نہیں ہے، بل کہ سیاسی، معاشی، اخلاقی، سماجی، تہذیبی اقدار، اِنسانی روّیوں اور قواعد سے ہر دور کا طرزِ تحریر متصل ہوتا ہے۔اُسلوب کے ضمن میں اِس امر کی توضیح ناگزیر ہے کہ اِس کے اُصول ریاضی کی طرح اٹل یا جامد نہیں ہوتے، بل کہ اُن میں بڑی لچک ہوتی ہے۔(۵۶) گویا سماجی، اِقتصادی، سیاسی، اخلاقی، تہذیبی اقدار، روّیوں، اُصولوں اور قاعدوں سے ہر عہد کا اندازِ تحریر جڑا ہوتا ہے اور اُن کی تبدیلی اُس پر اثر انداز ہوتی ہے،(۵۷)یعنی اُسلوب کسی بھی فن پارے کا وہ ناگزیر حصہ ہے، جو فن کار کے ارادۂ تخلیق میں موضوع اور مواد کے ساتھ ہی جنم لیتا ہے(۵۸)اور اِس کی جڑیں کسی ادب پارے میں پیوست ہوتی ہیں۔(۵۹)اُسلوب ایک اِرتقائی عمل ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آج بھی "داستانِ امیر حمزہ" (۱۸۰۱ء)اور "باغ و بہار" (۱۸۰۳ء)ایسی قدیم داستانوں کی زبان لکھ رہے ہوتے۔بے شک اُسلوب ایک تغیر پذیر عمل ہے، جو خارجی حالات اور داخلی اُپچ کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش(۱۹۵۶ء۔۲۰۱۸ء) کے نزدیک:

"یہ(اُسلوب)ایک اِرتقائی عمل سے عبارت ہے، جیسے جیسے تجربات، مشاہدات اور مطالعہ میں اضافہ ہوتا ہے۔اُسلوب میں بھی اِسی نسبت سے گہرائی، نکھار اور جامعیت در آتی ہے، بل کہ ایک لحاظ سے اُسلوب کا اِرتقائی سفر، سفرِ حیات سے مماثل ہے۔مثلاً بچپن سے منسلک اُسلوب میں الفاظ کے طوطا مینا بنانے کا رویہ توانا ملے گا۔عہدِ شباب سے عبارت اُسلوب میں جذباتیت، خطابت، رومانی شوریدہ سری اور شوخ و شنگ لفظوں سے چمٹنے لپٹنے کا رُجحان نُمایاں ہو گا۔اُدھیڑ عمر سے مشابہ اُسلوب میں اِختصار و اجمال، سلاست و روانی اور سہلِ ممتنع یعنی بھاری بھر کم لفظوں سے جان چھڑانے کے انداز کی جھلک صاف دیکھی جا سکے گی۔"(۶۰)

جامعیت اُسلوب کا ایک اور اہم وصف ہے، یعنی ادیب یا شاعر کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی تحریر میں آنے والی باتوں، واقعات، الفاظ یا جُملوں کی تکرار سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرے، یعنی دریا کو کوزے میں بند کرنے کا سلیقہ ایک فن کار کو آنا چاہیے۔کسی بھی فن کار کے واضح تصورات و خیالات کی بہ دولت ہی تحریر میں ایک طرح کا ربط اور تنظیم پیدا ہوتی ہے، جو اُسلوب کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔یوں بھی غیر ضروری طوالت اور تکرار کی خامی تحریر کی وقعت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔یہ اُسلوب کی چند بنیادی خصوصیات ہیں، جن کو مدِ نظر رکھ کر کوئی بھی مصنف اپنے اُسلوب اور اپنی تخلیقات کے معیار کو بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

مختصر یہ کہ ادب میں اُسلوب کے تحقیقی و تنقیدی مباحث کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا مبالغہ دُنیا کے ہر ادب میں اُسلوب کی اہمیت بدیہی ہے۔مزید براں اُسلوب کی تشکیل کے عوامل و عناصر کم و بیش ہر زبان و ادب میں مشترکات و مترادفات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نتیجہ معلوم کوئی بھی تخلیق کار اپنی تحریروں میں اُسلوب کے تشکیلی عوامل و عناصر کا جس قدر اہتمام و خیال رکھے گا،اُس کا اُسلوب اُس قدر دیگر لکھنے والوں کے مقابلے میں نتھرا ستھرا اور انفرادیت کا حامل ہوگا۔اِسی انفرادیت کی بنیاد پر کسی تخلیق کار کو صاحبِ طرز انشاپرداز یا صاحبِ اُسلوب مصنف کے نام سے ملقب کیا جاتا ہے۔اِس تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسلوب فی الاصل کسی بھی مصنف کا خارجی سطح پر وہ تعارف ہے، جس کی بنیاد پر اُسے دیگر تخلیق کاروں میں بہ آسانی شناخت کیا جا سکتا ہے۔بہ الفاظِ دیگر اُسلوب ایک ایسا آلہ ہے، جو مصنف کو اپنے ہم عصر ادبا میں ممتاز و منفرد بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔اغلباً اِسی بنیاد پر اُسلوب کو مصنف کی شخصیت کا عکس قرار دیا جاتا ہے۔اِس ضمن میں یہ بات بھی محلِ نظر رہے کہ ہر عہد اپنے مخصوص اسالیب کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ اُسلوب کی کئی مختلف اقسام اور انداز وضع ہو چکے ہیں، جن میں سے ہر نوع کے اُسلوب کی اپنی سطح پر ایک مسلّمہ حیثیت ہے۔بات کو سمیٹتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اُسلوب ادب کا ایک ایسا پیراہن ہے، جو مصنف کے نظریات و خیالات کو معدوم و مفقود ہونے سے بچاتا ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ ظہیر الدین، ڈاکٹر، ’’سبک واُسلوبِ ادبی‘‘، مشمولہ، اُردو میں اُسلوب اور اُسلوبیات کے مُباحث، مرتب: قاسم یعقوب، (کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۷۰۔

۲۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، ادب اور ادبی قدریں، (لاہور: ادارۂ ادب و تنقید، ۱۹۸۳ء)، ص ۴۷۔

۳۔ اُسلوب احمد انصاری، نظری تنقید: مسائل و مباحث، مرتبہ: عفت آرا، (دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۸۲۔

۴۔ القرآن، پارہ: ۱، سورۃ: البقرہ، آیت: ۲۶

۵۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، ادبی زاویے، (اسلام آباد: مجلسِ فروغِ تحقیق، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۵۔

۶۔ قاسم یعقوب (مرتب)، اُردو میں اُسلوب اور اُسلوبیات کے مباحث، ص ۳۹۴۔

۷۔Roland Barthes, Writing Degree Zero and Elements of Semiology, (London: Jonathan Cape Ltd.1984), P.13۔

۸۔ وقار احمد رضوی، ’’اُسلوب کیا ہے‘‘، اوراق، (لاہور، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء)، جلد: ۱۲، شمارہ: ۷، ۸، ص ۱۷۰۔

۹۔ علی افتاد قنیجی، اُسلوبیاتی تنقید، (دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۹ء)، ص ۲۳۱۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

۱۰۔ راجیسور راؤ اصغر، راجا، ہندی اُردو لغت، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۸ء)، ص ۳۴۴۔

۱۱۔ جاوید لاہوری، ''اُسلوب کا مسئلہ''، مشمولہ، اوراق، (لاہور، جلد: ۲، جنوری ۱۹۶۷ء)، ص ۱۸۶۔

۱۲۔ محمد خورشید عاصم، ''نیاز کا اُسلوبِ نگارش''، مشمولہ، ادبی دُنیا، (مارچ ۱۹۵۴ء)، ص ۲۶۔

۱۳۔ کلیم الدین احمد، فرہنگِ ادبی اصطلاحات، (دہلی: ترقیِ اُردو بیورو، ۱۹۸۶ء)، ص ۱۸۵۔

۱۴۔ گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اُسلوبیات، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۴۔

۱۵۔ طارق سعید، اُسلوب اور اُسلوبیات، (لاہور: نگارشات، ۱۹۹۸ء)، ص ۴۶۱۔

۱۶۔John Peck, Martin Coyle, Literary Terms And Criticism, (London: Palgrave Macmillan, 2002), P. 133۔

۱۷۔Kathleen Morner Ralph Rausch, NTC's Dictionary of Literary Terms, (USA: NTS Publishing Group, 1998), P.214۔

۱۸۔ Oxford Dictionary, (London: Oxford press, 1976), P. 1146۔

۱۹۔ محمد منیر صدیقی لکھنوی، مولوی، سعید اللغات، (کان پور: مطبع مجیدی، ۱۹۴۰ء)، ص ۶۶۔

۲۰۔ بدر الحسن، سیّد، صحتِ الفاظ، (دہلی: مطبع کوہ نور پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۱۔

۲۱۔ رفیق خاور (مرتب)، اُردو تھیسارس، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء)، ص ۲۶۳۔

۲۲۔ امیر مینائی، امیر اللغات، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء)، ص ۴۸۴۔

۲۳۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، کشافِ تنقیدی اِصطلاحات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۳۔

۲۴۔ نثار احمد فاروقی، ''اُسلوب کیا ہے''، مشمولہ، اسالیبِ نثر پر ایک نظر، مرتبہ: ڈاکٹر ضیاالدین، (دہلی: ادارۂ فکرِ جدید، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۱۔

۲۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی دبستان، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء)، ص ۲۱۲، ۲۱۳۔

۲۶۔ ممتاز احمد، ڈاکٹر، آزادی کے بعد اُردو ناول، (کراچی: انجمن ترقیِ اُردو، ۲۰۰۸ء)، ص ۸۵۔

۲۷۔ مظفر عباس نقوی، اُسلوبیاتی مطالعے، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۴۔

۲۸۔A. E. Darby Shire, A Grammar of Style, (London: Andre Deu Sch, 1971), P.7۔

۲۹۔ عطش درانی، ڈاکٹر، ''اُسلوب اور اُسلوبیاتی انتخاب''، مشمولہ، صحیفہ، (لاہور، جنوری، مارچ، ۱۹۹۸ء)، ص ۲۵۔

۳۰۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، معیارِ ادب، (کراچی: مکتبۂ اُسلوب، ۱۹۶۱ء)، ص ۸۲۔

۳۱۔ عابد علی عابد، سیّد، اُسلوب، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء)، ص ۴۱۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

۳۲۔ شمس الرحمن فاروقی، افسانے کی حمایت میں، (دہلی: مکتبۂ جامعہ لمیٹیڈ، ۲۰۰۶ء)، ص ۹۰۔

۳۳۔ غلام جیلانی اصغر، ''سوال یہ ہے کہ''، مشمولہ، اوراق (شمارہ خاص ۴)، (لاہور، ۱۹۶۶ء)، ص ۴۵، ۴۶۔

۳۴۔ جمیل آذر، ''سوال یہ ہے''، مشمولہ، سوال یہ ہے، مرتبہ: نوشی انجم، (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۰۰۔

۳۵۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، ''اُسلوب اور شخصیت''، مشمولہ، نقوش، شمارہ: ۲۰، ۱۹، (اپریل ۱۹۵۲ء)، ص ۸۶۔

۳۶۔ ممتاز حسین، ادب اور شعور، (کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۱ء)، ص ۲۵۱۔

۳۷۔ جاوید لاہوری، ''اُسلوب کا مسئلہ''، مشمولہ، اوراق، لاہور، ص ۱۹۲۔

۳۸۔ محمد خورشید عاصم، ''نیاز کا اُسلوبِ نگارش''، مشمولہ، ادبی دُنیا، ص ۲۶۔

۳۹۔ آلِ احمد سرور، مجموعہ تنقیدات، مرتب: عاصمہ وقار، (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء)، ص ۵۷۶۔

۴۰۔ ریاض احمد، نئی تحریریں (۵)، (لاہور: اُردو بک سٹال، ۱۹۵۷ء)، ص ۷۱۔

۴۱۔ سیّد عبداللہ، ڈاکٹر، اِشاراتِ تنقید، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۵۷۔

۴۲۔ بحوالہ احسان اکبر، اُسلوب اور اسالیبِ نثرِ اُردو، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۱۔

۴۳۔ رابعہ سرفراز، ڈاکٹر، ''اُسلوب کیا ہے؟''مشمولہ، اُسلوبِ نگارش، ترتیب و تالیف: ماجد مشتاق رائے، (فیصل آباد: روہی بکس، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۵، ۱۶
۔

۴۴۔ سلام سندیلوی، ڈاکٹر، ادب کا تنقیدی مطالعہ، (لاہور: میری لائبریری، ۱۹۶۴ء)، ص ۲۴۔

۴۵۔ آلِ احمد سرور، تنقیدی اشارے، (کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۳ء)، ص ۸۲۔

۴۶۔ ابنِ خلدون، مقدمہ ابنِ خلدون، مترجم: مولانا عبدالرحمن دہلوی، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، ۲۰۰۸ء)، ص ۵۹۶۔

۴۷۔ مظفر عباس نقوی، اُسلوبیاتی مطالعے، ص ۱۵۔

۴۸۔ سجاد نقوی، ''اُسلوب''، مشمولہ، سرسیّدین پاکستانی ادب تنقید (پانچویں جلد)، ترتیب و انتخاب: رشید امجد، فاروق علی، (راولپنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسیّدین کالج، ۱۹۸۲ء)، ص ۳۴۵۔

۴۹۔ رشید امجد، ڈاکٹر، روّیے اور شناختیں، (راولپنڈی: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء)، ص ۳۱۔

۵۰۔ محمد حسن عسکری، تخلیقی عمل اور اُسلوب، (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۹۸ء)، ص ۱۸۷۔

۵۱۔ اعجاز راہی، ڈاکٹر، اُردو افسانے میں اُسلوب کا آہنگ، (راولپنڈی: ریز پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۲، ۱۳۔

۵۲۔ احسان حسن، ''اُردو نثر کے بنیادی اسالیب''، مشمولہ، اُردو دُنیا، (دہلی، جلد: ۶۱، شمارہ: ۷، جولائی ۲۰۱۴ء)، ص ۳۲۔

۵۳۔ شفقت حسین، ''اُسلوب کا مسئلہ''، مشمولہ، اوراق، (لاہور، شمارہ: ۲، ۱۹۶۷ء)، ص ۷۶۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

۵۴۔ بحوالہ یوسف زاہد، کلاسکیت اور رومانیت، (لاہور: خلوت کدہ، ۱۹۷۶ء)، ص ۱۲۰۔

۵۵۔ ن۔م۔راشد، مقالات، مرتب: شیما مجید، (کراچی: بل ٹائم، ۲۰۱۱ء)، ص۲۲۸۔

۵۶۔ محمد عطاءاللہ خان، ڈاکٹر، اُردو اور فارسی کے روابط، (کراچی: انجمنِ ترقیِ اُردو، ۲۰۰۹ء)، ص۳۵۷۔

۵۷۔ طاہرہ اقبال، منٹو کا اُسلوب، (لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۴۔

۵۸۔ منور عثمانی، مطالعۂ اُسلوب کے تقاضے، (لاہور: سانجھ، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۱۔

۵۹۔ مظہر محمود شیرانی، ڈاکٹر، حافظ محمود شیرانی اور اُن کی علمی و ادبی خدمات (جلد دوّم)، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۵ء)، ص ۹۴۱۔

۶۰۔ سلیم آغا قزلباش، ڈاکٹر، جدید اُردو افسانے کے رجحانات، (کراچی: انجمنِ ترقیِ اُردو، ۲۰۰۰ء)، ص ۵۳۱۔

Havalajaat Roman:

1. Zaheer uddin, Dr. “subuk-o- usloob-e-adabi”, mashmula, Urdu mein usloob aur usloobiat key mubahis, murattib: Qasim Yaqoub, Karachi: city book point, 2017, P-170
2. Ibadat Bralvi, Dr. adab aur adabi qadren, Lahore: idara-e-adab-o-tanqeed, 1983, P-47
3. Usloob Ahmad Insari, nazeri tanqeed: masail-o-mubahis, murattib: Iffat Ara, Delhi: qoumi council bray ferogh-e- Urdu zaban, 2011, P-182
4. Alquran, para: 1, sura: Albaqara, Aite: 26
5. Gouher Noshahi, Dr. adabi zaviey, Islam Abad: majlis-e-ferogh-e-tahqeeq, 1993, P-15
6. Qasim Yaqoub (murattib), Urdu mein usloob aur usloobiat key mubahis, P-394
7. Roland Barthes, Writing Degree Zero and Elements of Semiology, London: Jonathan Cape Ltd.1984, P.13
8. Waqar Ahmad Rizvi, “usloob kia hey”, auraq, Lahore: July, August 1976, Jild: 12, Shumara: 7,8, P-170
9. Ali Uftad Fateeji, usloobiati tanqeed, Delhi: maktaba-e-jamia, 1989, P-231
10. Rajaisver Rao Asghar, Raja, Hindi Urdu Lughat, Islam Abad: muqtadra qoumi zuban, 1998, P-344
11. Javed Lahori, usloob ka masala, mashmula, auraq, Lahore: Jild: 2, January 1967, P-186
12. Muhammad Khursheed Asim, “Niaz ka usloob-e-nigarish”, mashmula, adabi dunia, March 1954, P-26
13. Kaleem uddin Ahmad, farhang-e-adabi istilahat, delhi: taraqi-e-Urdu beauro, 1986, P-185
14. Gopi Chand Narang, adabi tanqeed aur usloobiat, Lahore: sang-e-meel publications, 1991, P-14
15. Tariq Saeed, Usloob aur usloobiat, Lahore: nigarshat, 1998, P-461
16. John Peck, Martin Coyle, Literary Terms And Criticism, London: Palgrave Macmillan, 2002, P- 133
17. Kathleen Morner Ralph Rausch, NTC's Dictionary of Literary Terms, USA: NTS Publishing Group, 1998, P-214
18. Oxford Dictionary, London: Oxford press, 1976, P-1146
19. Muhammad Muneer Siddiqi Lakhnavi, molvi, saeed ul lughat, Kanpur: matba majeedi, 1940, P-66
20. Badar ul Hassan, Sayyed, sahat-e-alfaz, Delhi: matba kwh-e-noor printing press, 1977, P-11
21. Rafiq Khawar (murattib), Urdu thesaurus, Islamabad: mu, qtadra qoumi zaban, 1994, P-263
22. Ameer menai, ameer ul lughat, Lahore: sang-e-meel publications, 1999, P-484
23. Hafeez Siddiqi, Abu ul ijaz, kishaf-e-tanqeedi istlahat, Islamabad: mu, qtadra qoumi zaban, 1985, P-12

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

24. Nisar Ahmad Fraooqi, usloob kia hey, mashmula, isaleeb-e-nasar par aik nazar, murattiba: Dr, Zia uddin, Delhi: idara-e-fikr-e-jadeed, 1989, P-11
25. Saleem Akhtar, Dr. tanqeedi dabistan, Lahore: sang-e-meel publications, 1997, P-212,213
26. Mumtaz Ahmad, Dr. Azadi key bad Urdu novel, Krachi: anjuman-e-taraqi-e-Urdu, 2008, P-85
27. Muzaffar Abbas Naqvi, usloobiati mutaley, Ali Ghar: educational book house, 1989, P-14
28. A. E. Darby Shire, A Grammar of Style, London: Andre Deu Sch, 1971, P.7
29. Atash Durani, Dr. "usloob aur usloobiati intkhab", mashmula, saheefa, Lahore: January, march, 1998, P-25
30. Shoukat Sabzwari, Dr. mayaar-e-adab, Karachi: maktaba-e-uslaoob, 1961, P-82
31. Abid Ali Abid, Seyyed, usloob, Lahore: sang-e-meel publications, 2011, P-41
32. Shumas-ur-Rehman Farooqi, afsaney ki hamayet mein, Delhi: maktaba-e- jamia limited, 2006, P-90
33. Ghulam Jalani Asghar, "sawal ye hey key", mashmula, aoraq, Lahore: shumara khas 4, 1966, P-45,46
34. Jameel Azer, "sawal ye hey", mashmula, murattiba: Noshi Anjum, Multan: bacon books, 2004, P-100
35. Ibadat Bralvi, Dr. "usloob aur shakhsiat", mashmula, naqoosh, Lahore: shumara: 19, 20, april, 1952, P-86
36. Mumtaz Husain, adab aur shaoor, Karachi: Urdu academy Sindh, 1961, P-251
37. Javed Lahori, usloob ka masala, mashmula, auraq, P-192
38. Muhammad Khursheed Asim, "Niaz ka usloob-e-nigarish", mashmula, adabi dunia, P-26
39. Aal-e-Ahmad Suror, majmooa-e-tanqeedat, muratib: Asima Waqar, Lahore: Alwaqar publi cations, 1996, P-576
40. Riaz, Ahmad, nai tehreerien (5), Lahore: Urdu book stall, 1957, P-71
41. Seyyed Abdullah, Dr. isharat-e-tanqeed, Lahore: sang-e-meel publications, 2010, P-257
42. Bahavala Ihsan Akbar, usloob aur asaleeb-e-nasar-e-Urdu, Islamabad: Allama Iqbal Open University, 2001, P-11
43. Rabia sarfraz, Dr. "usloob kia hey?", mashmula, Usloob-e-nigarish, tarteeb-o- taleef: Majid Mushtaq Roy, Fiasalabad: rohi books, 2015, P-15, 16
44. Salam Sandelvi, Dr. adab ka tanqeedi mutala, Lahore: meri library, 1964, P-24
45. Aal-e-Ahmad Suror, tanqeedi isharey, Karachi: Urdu academy Sindh, 1963, P-82
46. Ibn-e-Khaldoon, "muqadma, Ibn-e-Khaldoon", mutarjum: molana Abdur Rehman Dehlvi, Lahore: Alfisal nashran-o-tajran-e-kutab, 2008, P-596
47. Muzaffar Abbas Naqvi, usloobiati mutaley, P-15
48. Sajjad Naqvi, "usloob", mashmula, Sir Seyyadin Pakistani adab (panchven jild), tarteeb-o-intkhab :Rasheed Amjad, Farooq Ali, Rawalpindi: federal government Sir Seyyadin college, 1082, P-345
49. Rasheed Amjad, Dr. raviey aur shanakhtein, Rawalpindi: Maqbool academy, 1988, P-31
50. Muhammad Hassan Askari, takhleeqi amal aur usloob, Karachi: Nafees academy, 1998, P-187
51. Ijaz Rahi, Dr. Urdu afsaney mein usloob ka ahang, Rawalpindi: Rays publications, 2003, P-12,13
52. Ahsan Hassan, "Urdu nasar key bunyadi asaleeb", mashmula, Urdu dunia, Delhi: jild: 61, shumara: 7, july, 2014, P-32
53. Shafqat Husain "usloob ka masala", mashmula, aoraq, Lahore: shumara: 2, 1967, P-76
54. Bahavala Yousuf Zahid, claskeiat aur romanviat, Lahore: khalwat kada, 1976, P-120
55. Nune Meem Rashid, maqalat, murattib: Sheema Majeed, bil time, 2011, P-228
56. Muhammad, Ata-ul=Allah Khan, Dr. Urdu aur Farsi key rawabit, Karachi: anjuman-e- taraqi-e-urdu, 2009, P-357
57. Tahira Iqbal, Manto ka usloob, Lahore: fiction house, 2012, P-14
58. Munawar Usmani, mutala-e-usloob key taqazay, Lahore: sanjh, 2017, P-11
59. Mazher Agha Qazalbash, Dr. jaded Urdu afsaney key rujhanat, Karachi: anjuman-e-taraqi-e-Urdu, 2000, P-531

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index